# ترا کیا کہنا

شاعر آلِ محمد سید نواب افسرؔ لکھنوی

مرحبا شہؑ کے علم دار ترا کیا کہنا — نازشِ عترتِ اطہار ترا کیا کہنا

زیبِ پہلوئے حسنؑ قوتِ بازوئے حسینؑ — تجھے ہر فخر سزاوار ترا کیا کہنا

جان و دل دے کے وہ خالق کی رضا کا سودا — وہ تری گرمیٔ بازار ترا کیا کہنا

ہاتھ کٹنے پہ بھی مٹھی میں رہی چوبِ علم — ایسے ہوتے ہیں علمدار ترا کیا کہنا

لبِ ہر زخم پہ اک خندۂ رنگینِ وفا — وہ تری عشرتِ پیکار ترا کیا کہنا

رقص کرتی ہے تری تیغ کے دم پر اب تک — انقلابات کی رفتار ترا کیا کہنا

تجھ سے ظاہر ہوا انسان کی فطرت کا جمال — تو نے قائم کیا معیار ترا کیا کہنا

وہ ترا حسنِ یقیں وہ ترا ایثار و ثبات — وہ درخشانیٔ کردار ترا کیا کہنا

دوش اقدس پہ علم ہاتھ میں ترچھا نیزہ — ہوٗ بہوٗ حیدرؑ کرار تیرا کیا کہنا

وہی ہمت وہی جرأت وہی شوکت وہی شان — وہی تیور وہی رفتار ترا کیا کہنا

جس سے اسلام کی سوتی ہوئی قسمت جاگی — وہ ترا جذبۂ بیدار ترا کیا کہنا

چھا گئی وسعت کونین پہ جھنکار تری — اسد اللہ کی تلوار ترا کیا کہنا

بھر گیا دامنِ افسرؔ کو بھی فیضان ترا — تو ہے اک ابر گہربار ترا کیا کہنا

# سلام

حکیم چھنّومل صاحب نافذؔ شاگرد بیخودؔ دہلوی

مجرئ دل صاف کر شہ کی محبت کے لئے — خوب سودا ہے یہ بازارِ قیامت کے لئے

دل تڑپتا ہے بہت شہ کی زیارت کے لئے — کیا خبر کیوں دیر ہے اتنی سی حسرت کے لئے

پیاس کے صدمے اٹھا کر شہ نے امت کے لئے — جوش پیدا کردیا دریائے رحمت کے لئے

میں یہ سمجھوں مل گئی مجھ کو جگہ فردوس میں — کربلا میں گر زمیں مل جائے تربت کے لئے

ہر گھڑی شہ کو اِدھر آتا تھا صُغریٰ کا خیال — تھی اُدھر صغریٰ بہت بے چین حضرت کے لئے

دفن کرنے والا بھی کوئی نہ تھا حضرت کی لاش — آپ ہی مخصوص تھے ایسی شہادت کے لئے

پُرسش اعمال کی نافذؔ تجھے کیا فکر ہے — جب شہِ دیں ہیں ترے سر پر شفاعت کے لئے